رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن | عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام حضرت مسیح موعود)

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

الفضل

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

فہرست مضامین

جلد | مورخہ ۴ دسمبر ۱۹۱۹ء | پنجشنبہ | مطابق ۹ ربیع الاول ۱۳۳۸ھ | نمبر ۴۲

مدینۃ المسیح (علیہ السلام)

احباب کی خواہش کے مطابق جناب قاضی محمد عبد اللہ صاحب بی۔ اے۔ بی ٹی نے ۳۰۔ نومبر کو مسجد اقصیٰ میں مختصر طور پر بزبان اردو ولایت مشن کے حالات سنائے جو کہ اسی اخبار میں دوسری جگہ درج ہیں۔ امید کی جاتی ہے کہ قاضی صاحب موصوف کسی قدر آرام کرنے کے بعد زیادہ مفصل طور پر اپنے حالات سنائیں گے۔

لوکل کمیٹی قادیان کے پریذیڈنٹ جناب قاضی سید امیر حسین صاحب اور سکرٹری جناب چودھری غلام محمد صاحب بی۔ اے تجویز ہوئے ہیں۔

پنچایت قادیان کے احمدی ممبروں میں بھی تبدیلی ہونے والی ہے۔ جس کے متعلق پھر اطلاع دیجاوے گی۔

احمدیہ مشن لنڈن کے حالات

جناب قاضی محمد عبد اللہ صاحب کی ایک مختصر تقریر کا خلاصہ

اگرچہ احمدیہ لنڈن مشن کے حالات بالتفصیل سلسلہ اور ملک کے دیگر اخبارات میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ لیکن زبانی باتیں کچھ اور ہی مزا رکھتی ہیں۔ دار الامان میں جب کوئی دوست بیرونی ممالک میں تبلیغی فرائض ادا کر کے آتے ہیں۔ تو ان سے خواہش کی جاتی ہے۔ کہ وہ اپنے تجارب اور سوانحات حاضرین کو سنائیں۔ اس کا بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے۔ کہ سامعین میں بھی ان حالات کو سنکر دین کی خدمت کے لئے ایک ولولہ اور شوق پیدا ہوتا ہے۔ اسی کے مطابق جناب قاضی صاحب سے بھی خواہش کی گئی۔ کہ وہ اپنے حالات احباب کو سنائیں چنانچہ ناظر صاحب تالیف و اشاعت کی طرف سے ایک قلمی اعلان ۳۰۔ نومبر کو شائع ہوا۔ کہ تین بجے جناب قاضی صاحب مسجد اقصیٰ میں اپنے اور احمدیہ مشن لنڈن کے حالات سنائیں گے۔ وقت مقررہ پر جب احباب جمع ہو گئے۔ تو جناب قاضی صاحب نے کھڑے ہو کر تشہد کے بعد سورہ فاتحہ تلاوت کی۔ اور کہا۔ میرے احباب جانتے ہیں کہ میں یہاں ایک خاموش زندگی بسر کرتا تھا۔ اور میرے لئے لیکچر دینے کا کبھی موقعہ پیش نہ آیا تھا۔ مگر یہ خدا کا فضل ہے کہ میرے ولایت میں بھیجنے کا خیال حضرت خلیفۃ ثانی ایدہ اللہ کے دل میں پیدا ہوا۔ جب آپ نے مجھے اس کام پر لگانے کی اطلاع دی۔ تو میں بہت حیران ہوا۔ اور ڈرا۔ کہ مجھ سا ناکارہ اور نالائق انسان وہاں جا کر کیا کریگا۔ اس پر میں نے خدا کے حضور نہایت الحاح سے دعا کرنی شروع کر دی کہ مولا تو جانتا ہے۔ کہ میں نالائق ہوں۔ اور کوئی قابلیت

اپنے اندر نہیں رکھتا۔ تو ہی مدد فرما۔ میں نے جب بہت دُعا کی۔ تو مجھے القاء ہوا۔ ان ینصرکم اللّٰہ فلا غالب لکم۔ کہ اگر تم اللہ کے دین کی مدد کے لئے کھڑے ہوگے۔ تو تم پر کوئی غالب نہ آسکیگا۔ چنانچہ میں نے اس بشارت کا یہ نتیجہ دیکھا کہ اس ملک میں جاکر مسیحیوں کے بڑے بڑے آدمیوں سے بحثیں ہوئیں۔ اور ان کے بشپوں کو دعوت دی گئی۔ کہ وہ اپنے اصول مذہبی کی صداقت کا ثبوت دیں۔ لیکن خدا کے فضل سے کوئی سامنے نہ آسکا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ جب کسی سے کوئی کام لینا چاہتا ہے۔ تو خواہ وہ کتنا ہی نالایق کیوں نہ ہو۔ اس کو اتنی لیاقت دیدیتا ہے کہ دنیا کی لیاقتیں اس کے آگے ہیچ ہو جاتی ہیں۔ پس میں نے جو کچھ کام کیا ہے۔ اس کے لئے وہی خدا مستحق حمد ہے جو نالایقوں سے کام لیتا ہے۔

احباب کو معلوم ہو گا۔ کہ لنڈن میں مجھ پر بیماری کا سخت حملہ ہوا تھا۔ جس کا اب تک مجھ پر اثر ہے۔ اس کے علاوہ مجھے سفر کی کوفت ہے جیسیں پورے تیس دن رہنا پڑا۔ اور نزکام ہے اور گلے میں خراش ہے۔ اس لئے میں زیادہ نہیں بول سکونگا۔ اپنے احباب کو مختصر طور پر کچھ واقعات وہاں کے سُنا دیتا ہوں۔

میں اواخر ۱۹۱۵ء میں یہاں سے روانہ ہُوا۔ وہ زمانہ جنگ کا تھا۔ بمبئی سے سوار ہونے میں دقتیں تھیں۔ اس لئے میں کولمبو کی راہ سے گیا۔ اگرچہ جرمنوں نے اسوقت یہ اعلان تو نہیں کیا تھا۔ کہ ہمیں جو جہاز ملیگا۔ اس کو ضرور غرق کردینگے مگر ان کی سب میرینز پھیلی ہوئی تھیں۔ اس لئے جہاز راستہ میں چکر کھاتا ہُوا جاتا تھا۔ رات کو تمام روشنیاں گل کردیجاتی تھیں۔ کہ کہیں دشمن اچانک حملہ نہ کردے اور ہر ایک شخص کے پاس ایک ایک لائف بیلٹ ہوتا تھا جو سوتے وقت بھی پاس ہی رہتا تھا جہاز قریباً دو ہفتہ کی مسافت کے بعد مارسیلز میں پہونچا۔ اور وہاں جنگی قانون سے پالا پڑا ۔

ان دنوں چونکہ جناب چودہری فتح محمد صاحب کی آنکھیں دکھتی تھیں۔ اس لئے وہ لنڈن سے ۱۲ میل کے فاصلہ پر ایک جگہ رہتے تھے۔ مجھے بھی وہاں رہنا پڑا۔ ہمارا قیام ایک گھر میں تھا۔ اسوقت ہماری تبلیغ بالکل پرائیویٹ حیثیت کی تھی۔ وہاں جانے کے چار مہینہ بعد برائٹن میں میرا ایک لیکچر ہوا۔ اور محض خدا کے فضل سے نہایت کامیاب ہوا کچھ دنوں کے بعد چودہری صاحب تو واپس آگئے۔ اور میں اکیلا رہ گیا۔ میں نے مکان تبدیل کر لیا۔ لیکن جس مکان میں میں گیا۔ اس کی لینڈ لیڈی سخت متعصب نکلی۔ اور وہاں رہنے سے مجھے یہ نقصان ہوا کہ جو کوئی ملنے کے لئے آتا۔ وُہ اسے کہتی۔ کہ یہ انٹی کرائسٹ۔ (دجال) ہے میں نے اس کو سمجھایا کہ دجال ہم نہیں۔ دجال تو وہ ہیں جن میں دجال کے صفات پائے جاتے ہیں۔

اس کے بعد میں نے مناسب خیال کیا کہ لنڈن کو اپنا ہیڈکوارٹر بناؤں۔ چنانچہ اب میں نے برٹش میوزیم کے پاس رسل سٹریٹ میں ایک مکان لیا۔ وہیں مسٹر کوریو بھی رہتے تھے۔ جو چودہری صاحب کے ذریعہ مسلمان ہوئے تھے وہ ایک قابل شخص ہیں۔ ان کا کام یہ ہے کہ انگریزی اخباروں کے تراجم اٹلی میں پہنچاتے ہیں۔ اور اٹلی کے اخباروں کے تراجم انگریزی اخباروں میں دیتے ہیں۔ ان سے ملکر کام شروع کیا۔ اس طرح میں نے اس جگہ ایک مرکز قائم کر لیا اور مکان پر موٹا لکھ کر لگا دیا گیا۔ "احمدیہ مومنٹ" اس کو دیکھ کر بہت لوگ آتے تھے۔ بعض اخبارات کے قائم مقام بھی آتے تھے۔ بعض تو وہی باتیں شایع کرتے جو ہم انہیں بتلاتے۔ اور بعض ہنسی بھی کرتے۔ لیکن ان کی ہنسی بھی ہمارے لئے مفید ہوتی تھی۔ اسوقت میرا کام یہ تھا۔ کہ خط و کتابت کے ذریعہ تبلیغ کرتا تھا۔ اور جو لوگ پہلے مسلمان ہو چکے تھے۔ ان کی تعلیم و تربیت کرتا تھا۔

وہاں ایک بڑا ذریعہ مشنری کے اشتہار کا یہ ہے۔ کہ وہاں کا پورا لباس اختیار نہ کرے۔ بلکہ ان سے کچھ امتیاز رکھے۔ کیونکہ اگر بالکل ان جیسا ہی لباس پہن لے۔ تو پھر ان کے لئے کوئی توجہ کرنے کی وجہ نہیں ہوتی۔ میں وہاں پگڑی رکھتا تھا۔ لیکچروں اور ملاقات کے وقت پگڑی ہوتی تھی البتہ جب کسی دوکان میں کچھ خریدنے کے لئے جاتا تو اسوقت ٹوپی پہن لیتا تھا۔ کیونکہ اگر پگڑی رکھے ہوئے دوکان میں جائیں۔ تو وہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ یہ کوئی راجہ یا مہاراجہ ہے۔ جو اپنے طرز کو نباہ رہا ہے۔ اور اس پر متعلق ہمارے لباس وغیرہ کا اثر نہیں ہُوا۔ اس غلط فہمی میں اندیشہ ہوتا تھا۔ کہ شائد وہ اشیاء کی قیمت معمولی سے زیادہ نہ وصول کریں۔ پس میرا یہ طریق تھا کہ خرید و فروخت کے وقت ٹوپی اور باقی وقتوں میں پگڑی رکھتا تھا۔ وہاں جو کچھ کام ہوتا تھا اس کی میں باقاعدہ رپورٹ حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور بھیجتا رہتا تھا۔ مگر جب ۱۹۱۷ء میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب پہونچ گئے۔ تو پھر حالت ہی بدل گئی۔ کام بڑے پیمانے پر شروع ہو گیا۔ اور خدا کے فضل سے ہیں دن بدن کامیابی ہونے لگی۔ اور ہندوستان کے اخبارات میں ہماری رپورٹیں باقاعدہ شائع ہونے لگیں۔

اَب خدا کے فضل سے ہمارا ذاتی مکان وہاں ہو گیا ہے مکان کے باہر موٹا لکھا ہُوا ہے۔ "المسجد" اور پھر لکھا ہے۔ ان الدین عند اللّٰہ الاسلام۔ پھر اس کے نیچے لکھا ہے۔ اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ و اشھد ان محمداً عبدہٗ و رسولہ۔ یہ بھی ہمارے اشتہار کا ذریعہ ہے۔ بہت سے لوگ ملاقات کے لئے آتے ہیں۔ کچھ ان میں سے ہدایت پاتے ہیں۔ اور کچھ قریب ہو جاتے ہیں۔ اور کچھ جیسے آتے ہیں۔ ویسے کے ویسے ہی واپس چلے جاتے ہیں جب میں یہاں تھا تو میرا خیال تھا۔ کہ یہ بات کیسے ہو سکتی ہے۔ کہ جب ہمارے پاس حق ہے۔ اور ہم اسے مدلل طور پر پیش کرینگے۔ تو اس کو لوگ رد کر دینگے۔ لیکن وہاں جاکر معلوم ہُوا۔ کہ اللہ جس کو چاہتا ہے۔ اسی کو ہدایت ہوتی ہے ۔

اَب ماسٹر عبد الرحیم صاحب اور چودہری صاحب پہونچ گئے ہیں۔ کام ہو رہا ہے۔ یہ خدا کا فضل ہے۔ اب ضرورت ہے۔ بڑے مضبوط فنڈ کی۔ مرکز قائم ہو چکا ہے۔ اب کام کو زیادہ پھیلانے کی ضرورت ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کا منشاء ہے۔ کہ بہت سے احباب وہاں جائیں۔ جو اپنا گذارہ آپ کریں اور مرکز سے تعلق رکھیں۔ اُمید ہے۔ کہ خدا تعالیٰ بڑے بڑے نتایج پیدا کریگا۔

درخواستہائے دُعا۔ برادر عبد الغفار صاحب تاجر گلگت کشمیر کے بھائی خواجہ عبد الغنی صاحب اور ان کا لڑکا غلام محمد بیمار ہیں۔ اور امانت خان صاحب کمپوزیٹر گورنمنٹ پریس بصرہ بعض امراض میں مبتلا ہیں۔ احباب دعا فرماویں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دار الامان - ۴ - دسمبر ۱۹۱۹ء

حضرت مسیح موعودؑ کی انذاری پیشگوئیاں

معلوم نہیں ہمارے مخالفین مذہب کا نام لیکر جھوٹ اور افترا سے کیوں کام لیتے ہیں۔ مذہب کی غرض اور غایت تو یہ ہے۔ کہ اخلاق فاضلہ سکھائے۔ اور اخلاق ذمیمہ سے کنارہ کش کرے۔ مگر آج کل دیکھنے میں آتا ہے۔ کہ لوگ بد اخلاقی اور ذمائم کا ارتکاب مذہب کی آڑ لے کر کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود کے مخالف نہیں۔ بلکہ حق کے دشمن جس قدر بھی ہیں۔ ان سب کا شیوہ ہے۔ کہ جھوٹ اور افترا کے ذریعہ حق کو مٹانا اور اس پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں۔ ہم متعدد بار ثابت کر چکے ہیں۔ کہ اہل حدیث امرتسر حق کے مخالف گروہ کا خاص علم بردار ہے۔ اس کی کیفیت یہ ہے کہ جو کچھ بھی سلسلہ احمدیہ کے خلاف کوئی لکھ کر بھیجدے وہ چھپ جاتا ہے۔ چنانچہ ۱۴۔ نومبر کے اہل حدیث میں جس کے سرورق پر ۱۴۔ اکتوبر اور بعض اندر کے صفحات پر بھی یہی تاریخ ثبت ہے۔ ایک مضمون بعنوان "صداقت اور یہودیت" ایک مستور مخمور کے قلم سے شائع ہوا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ مرزا صاحب تو اشجع الناس تھے۔ پھر انہوں نے ایسی کمزوری کیوں دکھلائی۔ کہ عدالت میں لکھ دیا۔ کہ میں کسی کے متعلق انذاری پیشگوئی نہ کرونگا۔ حالانکہ امت محمدیہ کے بعض افراد نے جان تک دیدی۔ مگر حق کو نہ چھپایا۔ اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں۔ کہ حضرت اقدس نے کہیں یہ نہیں لکھا۔ نہ کبھی عدالت میں اقرار نامہ لکھکر دیا کہ میں انذاری پیشگوئیاں کرنے سے مجتنب رہونگا۔ سوال صرف یہ تھا کہ افراد کے نام لے کر بغیر ان کی خواہش کے پیشگوئی نہ ہو۔ اور چونکہ پہلے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام انفرادی انذاری پیشگوئیاں اسی صورت میں کیا کرتے تھے۔ جبکہ کوئی خود اپنے متعلق انذاری پیشگوئی کا مطالبہ کرتا تھا۔ اس لیے اس قسم کا اقرار نامہ لکھکر دینے سے جس میں ایسی ہی پیشگوئیوں کا ذکر ہو۔ آپ پر کوئی حرف نہیں آتا۔ کیونکہ جب انفرادی طور پر کوئی آپ سے انذاری پیشگوئی کا مطالبہ ہی نہیں کریگا۔ تو آپ کو اس کے شائع کرنے کی ضرورت ہی نہ ہوگی۔ اس کے متعلق جب حضرت مسیح موعود نے لکھا کہ میں نہ پہلے بغیر کسی شخص کی منظوری کے اس کی ذات کے متعلق پیشگوئی شائع کرتا ہوں نہ آیندہ ایسا کرونگا۔ تو جاہل اور نادان مخالف مولویوں نے یہ مشہور کرنا شروع کیا کہ مرزا صاحب نے آیندہ پیشگوئیاں نہ کرنے کا اقرار گورنمنٹ میں لکھ دیا ہے۔ اس کی تردید میں آپ نے صاف طور پر لکھا کہ:۔

"میں نے بعض اشخاص کی موت وغیرہ کی نسبت پیشگوئی کی ہے۔ لیکن نہ اپنی طرف سے بلکہ اس وقت اور اس حالت میں کہ جبکہ ان لوگوں نے اپنی رضا و رغبت سے ایسی پیشگوئی کے لئے مجھے تحریری اجازت دی ہے۔ چنانچہ ان کے ہاتھ کی تحریریں اب تک میرے پاس موجود ہیں۔ جنمیں سے بعض ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ میں شامل مثل کی گئی ہیں۔ مگر چونکہ باوجود اجازت دینے کے پھر بھی ڈاکٹر کلارک صاحب نے ان پیشگوئیوں کا ذکر کیا۔ اور اصل واقعات کو چھپایا۔ اس لئے آیندہ میں پسند نہیں کرتا۔ کہ ایسی درخواستوں پر کوئی انذاری پیشگوئی کی جائے۔ بلکہ آیندہ ہماری طرف سے یہ اصول رہیگا۔ کہ اگر کوئی ایسی انذاری پیشگوئیوں کے لئے درخواست کرے۔ تو اس کی طرف ہرگز توجہ نہیں کی جائیگی۔ جب تک وہ ایک تحریری حکم اجازت صاحب مجسٹریٹ ضلع کی طرف سے پیش نہ کرے یہ ایک ایسا طریق ہے۔ جسمیں کسی مکر کی گنجایش نہ رہیگی"

ان الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود نے بعض اشخاص کی ذات کے متعلق جو منذر پیشگوئیاں شائع کیں وہ انہی کی خواہش اور درخواست پر کیں نہ کہ خود بخود۔ لیکن چونکہ عدالت میں جانے پر ان کی خواہش اور درخواست کا ثبوت دینے کی ضرورت پیش آتی تھی۔ اس لئے آپ نے یہ قرار دیا کہ آیندہ جو شخص اپنی ذات کے متعلق انذاری پیشگوئی کا مطالبہ کرنا چاہے۔ وہ مجسٹریٹ ضلع کی طرف سے تحریری اجازت نامہ پیش کرے۔ تاکہ ضرورت کے وقت اس کے مطالبہ کرنے کا ثبوت بآسانی دیا جا سکے۔ اس طرح چونکہ اجازت دینے کی ذمہ داری حاکم ضلع پر عاید ہوتی تھی۔ اور عدالت ان مقدمات کو بند کرنا چاہتی تھی۔ جو اس قسم کی پیشگوئیوں کی بناء پر حضرت مسیح موعود کے مخالفین آپ کے خلاف دائر کرتے رہتے تھے۔ اس لئے اس نے یہ قرار دیا کہ کسی شخص کی ذات کے متعلق انذاری پیشگوئی نہ کی جائے حضرت مسیح موعود نے اس کو منظور کر لیا۔ اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ مرزا صاحب نے ڈر کر آیندہ اپنی پیشگوئیوں کو شائع کرنا چھوڑ دیا۔ حد درجہ کی نادانی ہے۔ کیونکہ یہ اقرار صرف انفرادی منذر پیشگوئیوں کے متعلق تھا۔ اور یہ صاف بات ہے کہ کسی فرد کے متعلق جو پیشگوئی ہوتی ہے۔ اس کا اثر اسی کی ذات تک محدود ہوتا ہے۔ اور وہی اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ لیکن جب حضرت مسیح موعود نے دیکھا کہ ایسے لوگ نہ صرف ان پیشگوئیوں سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ جو ان کی ذات کے متعلق انہی کی خواہش سے کی جاتی ہیں بلکہ طرح طرح کے فتنے کھڑے کر کے عدالتوں تک نوبت پہنچاتے۔ اور حکام کے دلوں میں شکوک پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو آپ نے ان خرخشوں اور بے فائدہ دردسری سے بچنے کے لئے لکھ دیا کہ کسی کی ذات کے متعلق انذاری پیشگوئی نہ کی جائیگی۔ نہ یہ کہ آیندہ کوئی انذاری پیشگوئی نہ شائع کی جائیگی۔ اگر اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کوئی انذاری پیشگوئی شائع نہ فرماتے۔ تو کہا جا سکتا تھا کہ آپ نے حکام کے خوف سے اپنی پیشگوئیوں کو شائع کرنا چھوڑ دیا۔ لیکن ایسا نہیں۔ آپ نے ایسی ایسی انذاری پیشگوئیاں شائع کیں کہ جن کا دائرہ اثر نہایت وسیع تھا۔ چنانچہ روس و جاپان کی جنگ میں جاپان کے فتح پانے اور روس کے شکست کھانے کی پیشگوئی آپ نے شائع فرمائی۔ پھر ایران کی سلطنت میں تزلزل کی خبر آپ نے دی۔ پھر ترکی سلطنت کے خوفناک حالات اور اس کی فتح و شکست کی خبریں آپ نے شائع کیں۔ اور سب سے بڑھکر یورپ کی اس ہولناک جنگ کے متعلق جو تھوڑا ہی عرصہ ہوا

ختم ہوئی ہے۔ سخت دل ہلا دینے والی خبریں آپنے قبل از وقت شائع کیں۔ پس نادان اور جاہل ہیں وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے گورنمنٹ کے خوف سے انذاری پیشگوئیاں شائع کرنا چھوڑ دیں۔ آپنے جو کچھ لکھا۔ اس کا صرف اسی قدر مطلب تھا۔ کہ کسی شخص کے متعلق بغیر اس کی خواہش اور اجازت کے کوئی پیشگوئی شائع نہ کی جائیگی۔ اس سے حضرت اقدس کے اشجع الناس ہونے پر کوئی حرف نہیں آتا۔ کیونکہ حضرت اقدس کا ابتدا سے یہی طریق تھا۔ کہ اشخاص کے متعلق پیشگوئی ان کی خواہش اور اجازت سے شائع فرماتے تھے۔ اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ آپ نے ڈر کی وجہ سے ایسا کیا۔ محض جہالت ہے۔ کیا یہ لوگ بتائینگے۔ کہ جب صلح حدیبیہ کے عہد نامہ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ رسول اللہ کا لفظ لکھا گیا۔ جس کے متعلق کفار نے کہا کہ اس کو کاٹ دو۔ تب ہم صلح کرینگے۔ اور یہ جملہ لکھا جاکر کاٹا گیا تھا۔ تو اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ نعوذ باللہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کفار سے ڈر کر ایسا کیا۔ اور اپنی رسالت اور اپنے منجانب اللہ ہونے کے دعویٰ سے دست بردار ہو گئے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ پس جس طرح ایک عہد نامہ میں کفار کے مقابلہ میں رسول اللہ باوجود رسول ہونے کے عہد نامہ میں لفظ رسول اللہ کاٹ دیتے ہیں۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود رسول اللہ ہو کر اور خدا کی طرف سے خبریں پانے کے باوجود لکھ دیتے ہیں۔ کہ شخصی عذاب کی پیشگوئیاں ان افراد کی اجازت سے شائع کرینگے۔ تو جس طرح حضرت نبی کریمؐ کی صداقت اور شجاعت پر حرف نہیں آسکتا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شجاعت پر کوئی الزام نہیں آسکتا۔

غور کرنیوالوں کے لئے تو اس میں بصائر ہیں۔ دیکھو۔ رسول کریمؐ کی وہ صلح جس کے متعلق خیال کیا گیا۔ کہ دب کر کی گئی ہے۔ مسلمانوں کے لئے کس قدر فتوحات کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ اسی طرح حضرت اقدس کا یہ عہد دینا آیندہ علوم غیبیہ کے زیادہ وسیع طور پر اظہار کے لئے پیش خیمہ ثابت ہوا۔ اس طرح کہ پہلے اگر بعض اشخاص کے متعلق پیشگوئیاں کھیں۔ تو بعد میں تمام دنیا میں تغیرات کے متعلق پیشگوئیاں ہوئیں۔ جو اپنے وقت پر پوری ہوئیں۔ اور بقیہ پوری ہونگی۔

پھر اعتراض کیا گیا کہ خدا کا وعدہ تھا کہ میں تمہاری حفاظت کروں گا۔ مگر حج کے لئے نہ گئے۔ برخلاف اس کے جن کا کوئی دعویٰ نہ تھا۔ اور نہ ان کی حفاظت کا وعدہ تھا۔ یعنی حضرت اسمٰعیل شہید وغیرہ وہ مکہ میں گئے۔ اور حج کر آئے۔ لیکن تعصب اور جہالت سے یہ اعتراض کرتے ہوئے اس بات کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا۔ کہ اسمٰعیل شہید اور حضرت مسیح موعود کی شخصیت اور حالت میں زمین و آسمان کا فرق تھا۔ مکے والوں کو اگر اسمٰعیل شہید وغیرہ سے اختلاف تھا۔ تو چند فروعی فقہی مسائل میں تھا۔ اور حضرت اقدس سے اصولی۔ پس اگر وہ چلے گئے۔ تو ان کو کوئی خطرہ نہ تھا کیونکہ مکے میں وہ لوگ رہتے ہیں۔ جنہیں فروعی اختلافات میں چنانچہ جدا جدا مصلے قائم ہونا اس امر کا ثبوت ہے۔ مگر حضرت اقدس کا اختلاف فروعی فقہی مسائل میں نہیں تھا۔ آپکا دعویٰ مسیح موعود اور نبی اللہ ہونے کا تھا۔ اور مکہ کے لوگ وہ ہیں۔ جنہوں نے اپنی جاہلیت اولیٰ کے زمانہ میں خدا کے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر طرح طرح کے مظالم برپا کئے تھے۔ اور حضورؐ کو باوجود وعدہ حفاظت کے وطن چھوڑنا پڑا تھا کیا اب ان لوگوں سے زمانہ جاہلیت ثانیہ میں توقع ہو سکتی تھی کہ وہ درندگی سے باز آگئے ہونگے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے کامل بروز حضرت مسیح موعود کے ساتھ وہی سلوک نہ کرینگے۔ جو زمانہ جاہلیت میں خود رسول اللہ سے انہوں نے کیا تھا۔ ہرگز نہیں۔

پھر دیکھو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو وعدہ حفاظت الٰہی حاصل تھا۔ مگر آپ کو اپنا وطن عزیز چھوڑنا ہی پڑا۔ پھر آپ کو وعدہ حفاظت حاصل تھا۔ لیکن آپ اس وقت تک حج بیت اللہ نہ کر سکے۔ جب تک کہ مخالفین کا قبضہ مکہ پر رہا۔ کیا اس حقیقت کا انکار کیا جا سکتا ہے۔ پس جبکہ واللہ یعصمک من الناس کے وعدہ کے باوجود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم راتوں رات مکہ سے ہجرت کر کے ایک غار میں جا چھپتے ہیں۔ اور وہاں سے مدینہ چلے جاتے ہیں۔ اور پھر حج کے لئے اس وقت تک مکہ میں تشریف نہیں لاسکتے۔ جب تک مکہ کو فتح نہیں کر لیتے۔ تو پھر حضرت مرزا صاحب کے ایسی صورت میں مکہ نہ جانے پر اعتراض کرنا جبکہ وہاں آپ کے مخالفین کا قبضہ و دخل ہو۔ محض جہالت اور نادانی ہے لیکن تعجب ہے کہ آئے دن یہ اعتراض ہمارے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ اور اس بات کی ذرا بھی پروا نہیں کی جاتی۔ کہ اس کی زد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر پڑتی ہے ؂

(۱۰)

شراب نوشی کی مخالفت
کرنیوالے کو شراب کا پیتمہ

شراب نوشی کے نقصانات سے مجبور ہو کر دوران جنگ میں یورپ کی بڑی بڑی سلطنتوں اور امریکہ نے قانون کے ذریعہ شراب نوشی کی ممانعت کر دی تھی۔ چونکہ یہ قانون صرف ایام جنگ کے لئے مؤثر تھا۔ اس لئے جنگ کے ختم ہونے پر اور سلطنتوں میں تو پھر پہلے کی طرح شراب نوشی جاری ہو گئی لیکن امریکہ کی پارلیمنٹ نے ان فوائد کو مد نظر رکھ کر جو شرابنوشی کی ممانعت کے تھوڑے سے ایام میں رونما ہوئے۔ ممانعت کے قانون کو ہمیشہ کے لئے جاری کر دیا۔ اور پھر اسی پر بس نہیں کی بلکہ اہل امریکہ کوشش کر رہے ہیں کہ یورپ کی سلطنتوں میں بھی ایسا ہی کیا جائے۔ چنانچہ تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ امریکہ سے ایک شخص انگلینڈ میں انسداد شراب نوشی کی تحریک کرنے کے لئے آیا ہوا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ اس نہایت اعلیٰ مقصد کے سرانجام دینے میں اسے بہت مشکلات کا سامنا ہو رہا ہے اور حال میں اس کے متعلق لنڈن سے جو خبر موصول ہوئی ہے وہ بنہایت افسوسناک ہے۔ جو یہ ہے۔ کہ "امریکن جانسن کے ساتھ جو برطانیہ کلاں میں انسداد شراب نوشی کی اشاعت میں مصروف ہے۔ ایک مخالف نے ایسکس ہال میں مباحثہ کیا۔ اسی وقت مختلف کالجوں کے میڈیکل طلبا نے ہال پر یورش کی۔ اور جانسن صاحب کو پکڑ کر بیر (شراب کی ایک قسم ہے) کا پتیمہ دیا بعد ازاں اس کا جلوس شہر میں نکالا۔ آخر پولیس نے طلباء سے جانسن کی خلاصی کرائی"

تعجب ہے۔ اہل برطانیہ جب کہ جنگ کے ایام میں شرابنوشی ترک کرنے کے فوائد سے آگاہ ہو چکے ہیں۔ اور اس کے استعمال کے مضرات سے بھی ناواقف نہیں ہیں تو مسٹر جانسن اپنی تحریک کے ہمدرد اور مددگار کیوں نہ بنا سکے۔ اور کیوں ان

کے ساتھ ایسا نامناسب سلوک کیا گیا۔ اور وہ بھی سیالکل علماء کی طرف سے جو شراب نوشی کے نقصانات کو دوسروں کی نسبت زیادہ جانتے ہیں۔

غیر مبائعین کی خوش فہمی

۱۵ اکتوبر کے اخبار پیغام میں چودھری نعمت اللہ خان صاحب کے متعلق اعلان فسخ بیعت کے عنوان سے ایک مضمون شائع کیا گیا تھا۔ جس کی تردید چودھری صاحب موصوف کی تحریر سے ۲۸ اکتوبر کے الفضل میں کی جا چکی ہے۔ اب پیغام نے اپنی اور اپنے نامہ نگار کی خفت اور ندامت مٹانے کے لئے اس غلط بیانی کے ارتکاب کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ:۔

"آپ (یعنی چودھری نعمت اللہ خان صاحب) نے ہمارے ساتھ بھی حسن ظنی کا اظہار کیا۔ جس سے یا کسی اور گفتگو سے جناب برادرم شیخ احمد علی صاحب نے یہ سمجھا۔ کہ آپ بیعت کو خیرباد کہہ چکے ہیں۔ اس لئے انہوں نے یہ خط یہاں لکھا۔ جو کہ شائع ہو چکا ہوا ہے۔"

پیغام کے ان الفاظ سے جہاں غیر مبائعین کی خوش فہمی کا ثبوت ملتا ہے۔ اور ان کی طرف سے فسخ بیعت کے جو اعلان ہوتے ہیں۔ ان کی حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے۔ وہاں یہ بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ان کی کسی ہاں میں ہاں ملانا یا کسی رنگ میں ان کی تعریف کرنا سخت نقصان اور بدنامی کا موجب ہوتا ہے۔ پس ہمارے احباب کو ان سے ملتے وقت اس بات کا ضرور خیال رکھنا چاہیئے۔ تاکہ انہیں ان کی خوش فہمی کا ہدف نہ بننا پڑے۔

آریہ سماج اور ہندو بیوائیں

آریہ گزٹ اپنے ۵۔ نومبر کے پرچہ میں لکھتا ہے:۔ ان دردناک حالات کی لڑی میں جو آئے دن ہمارے سامنے آتے رہتے ہیں۔ آج چند اور واقعات کا اضافہ ہوتا ہے۔ جن کو سن کر کوئی بھی دل رکھنے والا ہندو سرد آہ بھرے بغیر نہیں رہ سکتا۔

۱۔ ہردوار کے سٹیشن پر لڑکی۔ ہری دوار ہندوؤں کا تیرتھ ہے۔ وہاں کے ریلوے سٹیشن پر پولیس نے ایک گٹھڑی دیکھی۔ جسے کھولنے پر معلوم ہوا۔ کہ ایک ننھی سی لڑکی لپٹی پڑی ہے۔ جس کی عمر مشکل سے ایک ہفتہ کی ہو گی۔ اس لڑکی کو وہیں سٹیشن کے ایک حلوائی نے جس کے گھر کوئی اولاد نہ تھی لے لیا۔ اور وہ اب اس کی پرورش کر رہا ہے۔ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ کوئی ودھوا بدنامی سے بچنے کے لئے اسے سٹیشن پر چھوڑ کر اپنے وطن کو چلی گئی۔

۲۔ رشی کیش میں ایک برہمن ودھوا رہتی تھی۔ اس کا تعلق ایک بھنگی سے ہو گیا۔ اور اب اس کے گھر ایک لڑکا موجود ہے۔ کیا بال بدھوا بیاہ کے مخالف بتلا سکتے ہیں کہ یہ لڑکا برہمن ہے یا بھنگی؟"

ان واقعات کو درج کرنے کے بعد آریہ گزٹ لکھتا ہے:

"ویسے حالات و واقعات کی موجودگی میں بھی اگر لوگ ودھوا وواہ (نکاح بیوگان) کی مخالفت کرتے ہیں۔ تو نہ معلوم ابھی اور کتنی تباہی کے نظارے وہ چاہتے ہیں۔ جو ان کی آنکھیں کھول سکیں۔"

بے شک اس قسم کے واقعات نہایت افسوسناک ہیں اور جب تک بیوہ عورتوں کی شادی کا انتظام نہ کیا جائیگا یہ رونما ہوتے رہینگے۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ آریہ سماج اپنے مذہبی اصول کی رو سے کہاں تک یہ تحریک کرنے کا حق رکھتی ہے۔ جبکہ آریہ سماج کے بانی پنڈت دیانند صاحب نے اس بات کی ہرگز اجازت نہیں دی ہے۔ اور صاف الفاظ میں لکھ دیا ہے کہ:۔

"برہمن، کھشتری اور ویش ورنوں میں کھشت یونی عورت اور کھشت ویریہ مرد (یعنی جن کی مجامعت ہو چکی ہو) کا پنرو واہ (عقد ثانی) نہ ہونا چاہیئے۔[۱]"

کیا ان الفاظ کی موجودگی میں آریہ گزٹ کی تحریک سے صاف ظاہر نہیں ہو رہا۔ کہ زمانہ اسے بانی آریہ سماج کے حکم کو چھوڑنے اور اسلام کے اس ارشاد کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کے لئے مجبور کر رہا ہے۔ کہ فانکحوا الایامی۔ بیوہ عورتوں کی شادی کر دیا کرو۔

اصلاحات ہند کے متعلق مشترکہ کمیٹی کی رپورٹ

اصلاحات ہند کے متعلق جو مشترکہ کمیٹی مقرر کی گئی تھی اس نے اپنی رپورٹ مرتب کر لی ہے جس میں تمام اہم مسائل کے بارے میں ریفارم بل کی تائید کرتے ہوئے کچھ اہم سفارشیں بھی کی ہیں جنمیں سے عام آبادی کے ساتھ تعلق رکھنے والی یہ ہیں:۔

حقوق انتخاب کے متعلق شہری آبادی کے مقابل دیہاتی آبادی کی وسیع تر نمائندگی اور شہری مزدوری پیشہ لوگوں کی زیادہ نمائندگی کی کمیٹی سفارش کرتی ہے۔

مدراس میں غیر برہمنوں اور بمبئی میں مرہٹوں کو مخصوص نشستوں کے ذریعہ علیحدہ نیابت کا حق ملنا چاہیئے۔

لیجسلیٹو کونسل کو عورتوں کے حقوق انتخاب دینے کا اختیار ہونا چاہیئے۔

صوبوں میں زمینداروں کی خاص نمائندگی کے متعلق گورنمنٹ ہند صوبجاتی گورنمنٹ کے ساتھ دوبارہ غور کریگی

یونیورسٹی کی نشستوں کے لئے حق انتخاب میں تمام ایسے گریجوایٹ شامل ہونگے جنہیں ڈگری لئے سات سال کا عرصہ گذر چکا ہو۔

یورپینوں کی نیابت سوائے بنگال کے ہر صوبہ میں منظور کی گئی ہے۔

دیسی ریاستوں کے حکمرانوں یا باشندوں کو ووٹ دینے یا انتخاب کیلئے کھڑے ہونے کے متعلق ہر صوبہ میں مقامی گورنمنٹیں فیصلہ کریگی۔

اس کمیٹی نے یہ بھی سفارش کی ہے کہ:۔

دس سال کے عرصہ کے بعد ایک قانونی کمیشن مقرر کی جائے جو گورنمنٹ آف انڈیا کے متعلق تحقیقات کر کے سفارش کیا کریگی۔ کہ کیا کیا اصلاحات کی جا سکتی ہیں۔ اس عرصہ میں اہم تبدیلیاں نہیں ہونی چاہئیں۔

ہمارے ناظرین کو یاد ہو گا۔ کہ جماعت احمدیہ کی طرف سے وزیر ہند اور حضور وائسرائے کے سامنے اصلاحات کے متعلق جو ایڈریس پیش کیا گیا تھا۔ اس میں بخلاف دوسرے بہت سے ایڈریسوں کے یہی تجویز پیش کی گئی تھی کہ:۔

"چونکہ جو کوئی سکیم بھی اختیار کی گئی۔ اس کا نفاذ آہستگی کے ساتھ ہو گا۔ اور اس کے تجویز کرنے میں احتیاط کی جاویگی کہ کہیں ایسا تغیر نہ ہو جائے۔ جس سے انتظام میں نقص پیدا ہو۔ اس لئے ہم یہ بھی تجویز کرتے ہیں کہ گورنمنٹ اصلاحی سکیم کا فیصلہ کرتے وقت یہ بھی فیصلہ فرما دے کہ ہر دس سال کے بعد ہندوستان میں اصلاحوں کے سوال پر پھر غور کی جاویگی"

خوشی کی بات ہے کہ مشترکہ کمیٹی نے بھی اس تجویز کی تائید میں پُر زور سفارش کی ہے۔ اور ولایت کے مشہور اخبار ٹائمز نے بھی اس کے متعلق اپنی یہ رائے ظاہر کی ہے کہ:۔ "یہ سکیم اصلاحات میں دس سال تک مزید تبدیلی نہ کرنے کے حق میں معقول وجوہات موجود ہیں"

[۱] ستیارتھ پرکاش ایڈیشن چہارم صفحہ ۱۳۰

مولوی اشرف علی تھانوی
اور
مسئلہ وفات مسیح ناصری

ناظرین میں سے اکثر نے مولوی اشرف علی صاحب کا نام سُنا ہوگا۔ یہ تھانہ بھون ضلع مظفر نگر کے باشندے اور حاجی امداد اللہ صاحب کے خلیفہ اور جانشین اور فرقہ حنفیہ کے مقتدر لیڈر اور "حکیم الامتہ" کے لقب سے مشہور ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے بعد علم و فضل میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ سے دلی عناد رکھتے اور مولوی رشید احمد صاحب کی پیروی کرتے ہوئے یہ فتویٰ صادر کر چکے ہیں کہ اگر احمدی زبان سے نہ مانیں تو ہاتھ سے خدمت کرنی چاہیئے۔ مولوی صاحب کے مختصر حالات معلوم ہو جانے کے بعد جاننا چاہیئے۔ کہ اگر کوئی طالب حق اور تحقیق کا جویاں مولوی صاحب سے کوئی سوال کرتا ہے تو مولوی صاحب اس کو اپنے جواب کے ساتھ اپنے رسالہ "الامداد" میں شائع کر دیا کرتے ہیں۔ اسوقت مولوی صاحب کا رسالہ بابت ماہ صفر ۱۳۳۸ھ میرے سامنے ہے۔ جسمیں ایک شخص کا سوال اور مولوی صاحب کا جواب درج ہے۔ جو ناظرین کے ملاحظہ کے لئے درج ذیل ہو سوال یہ ہے:۔

"آنجناب کے اوصاف حمیدہ سنکر آج حاضر خدمت ہوا ہوں میری دس سالہ جدوجہد کا فیصلہ شاید آپ کے در دولت سے ہی ہو۔ میں نے جس کسی صاحب سے اپنی عرض کی۔ سوائے اس کے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق بُرا کافر دجال وغیرہ الفاظ استعمال کرے۔ کبھی کوئی ثبوت نہیں دیا۔ میرے خیالات دس سال سے اس جانب ہیں۔ مگر آج تک میں نے بیعت نہیں کی۔ آج آپ کو تکلیف دیتا ہوں کہ بعد اگر کوئی ثبوت آپ کے پاس دلائل قرآنیہ سے حیات مسیح کا ہو۔ تو تحریر فرما کر ممنون کیجئے تو اس ورطہ ظلمت سے نکالنے کی کوشش کا اجر دارین حاصل کرینگے۔ ہماری نگاہیں آپ ہی کے علوم کی طرف ہیں۔" الامداد جلد ۵ نمبر ۸ صفحہ ۱۳ سطر ۲ تا نہایت ۱۳۔

دیکھیئے۔ اس عبارت میں سائل نے کس اُمید کے ساتھ اپنی دس سالہ جدوجہد کو مولوی صاحب کے سامنے پیش کیا ہے اور کس طرح مولوی صاحب کے علوم پر اُمید رکھی ہے اور اُمید ہی نہیں۔ بلکہ یقین ہوگا۔ کہ مولوی صاحب ضرور کوئی تسلی بخش ثبوت دلائل قرآنیہ سے حیات مسیح پر تحریر فرمائینگے مگر جب اسنے ان کا جواب پڑھا ہوگا۔ تو ضرور ہے کہ اس کی اُمید یاس سے بدل گئی ہو۔ ناظرین خود مولوی صاحب کے جواب کو پڑھ کر اندازہ لگائیں۔ کہ وہ کہاں تک سائل کے لئے تسلی بخش ہے۔ فرماتے ہیں:۔ "تحقیق میں اصول مقدم ہوتے ہیں فروع پر۔ بہ نسبت مسئلہ حیات و ممات مسیح علیہ السلام کے مسئلہ نبوت مرزا صاحب۔" مولوی صاحب کا جواب جو ایک ایسے شخص کے جواب میں لکھا گیا ہے۔ جو ہر طرف سے مایوس ہوکر ان کے در دولت پر حاضر ہوا ہے۔ ان کو تو لازم تھا کہ اس کی ہر طرح تسلی کرتے اور سمجھاتے کہ واقعی حضرت مسیح علیہ السلام ان دلائل کی رُو سے زندہ ہیں۔ تمہارے یہ خیالات درست نہیں۔ مگر میں نہایت افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ جناب نے قوی اور مضبوط دلائل کے صرف یہ کہکر ٹال دیا ہے۔ کہ "بہ نسبت مسئلہ حیات و ممات مسیح علیہ السلام کے مسئلہ نبوت مرزا زیادہ قابل تحقیق ہے۔" میں پوچھتا ہوں۔ مولوی صاحب آپ ہی ایمان سے فرمائیں کہ کیا یہ جواب واقعی سائل کے سوال کا درست جواب ہے۔ میں یقیناً کہتا ہوں کہ آپ کبھی سچے دل سے یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ یہ درست اور ٹھیک ہے اگر آپ کے پاس حضرت مسیح کے زندہ ہونیکا ثبوت تھا تو پھر کیوں نہ جناب نے حقیقی دلائل سے حیات مسیح کو ثابت کر کے کم از کم ایک گم گشتہ ہدایت کو صراط مستقیم پر کھڑا کر دیا۔ جبکہ آپ کا مقصود ہی اُمت محمدیہ کے عقائد کی اصلاح ہے۔" کیا آپ کے خیال کے مطابق ایک شخص وفات مسیح کو مانکر اپنے عقائد کو بگاڑ نہیں لیتا۔ اگر واقعی ان کے عقائد خراب اور اصلاح طلب ہو جاتے ہیں۔ تو جناب اصلاح کی طرف کیوں متوجہ نہیں ہوتے جبکہ عقائد کی اصلاح ہی آپ کا کام ہے پس اگر کوئی شخص آپ سے "عقاید" کے متعلق کچھ دریافت کرے اور خدا تعالیٰ کا واسطہ دیکر پوچھے۔ تب تو آپ کے لئے ضروری ہے۔ کہ اس کی اصلاح فرمائیں۔ مگر آپ بجائے اس کو معقول جواب دینے کے ایک اور سوال "نبوت مرزا" کا کر دیتے ہیں۔ جناب والا! سائل تو آپ سے "نبوت مرزا" کو نہیں سمجھنا چاہتا۔ بلکہ حیات مسیح کا ثبوت قرآن شریف سے مانگتا ہے۔ مگر آپ اصل سوال کو یہ کہکر کہ "آپ کا عقیدہ نبوت مرزا کا ہے یا نہیں؟" فتنت ربود کر دیتے ہیں۔ لیکن آپ بھی سخت مجبور ہیں۔ کیونکہ حیات مسیح کا کوئی ثبوت ہی آپ کے پاس نہیں ہے۔ اگر اس کو یہ صاف اور سیدھا جواب دیدیا جاتا۔ کہ بھائی قرآن کریم میں حیات مسیح کا کہیں پتہ بھی نہیں۔ وہاں تو وفات ہی وفات ہے۔ تو غالباً سائل احمدیت قبول کر لیتا۔ جس کو کہ آپ کی طبیعت کسی حالت میں گوارا نہ کر سکی۔ اور خیال کیا ہوگا۔ کہ اگر کسی آیت سے کھینچ تان کر ثابت کرتے ہیں۔ تو وہ طالب حق کے لیے باعث تسلی نہیں ہو سکتا۔ لہذا اس کو "نبوت مرزا" کے پردہ میں چھپاکر اپنا پیچھا چھڑانا چاہا۔ مگر دنیا جانتی ہے۔ کہ ایسی باتوں سے کہیں حقیقت چھپا کرتی ہے۔ اب میں چند کلمے سائل صاحب کی خدمت میں عرض کر کے اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ اسے طالب صداقت اور حق کی تڑپ رکھنے والے جبکہ تجھ کو وفات مسیح کے متعلق معلوم ہو گیا۔ اور حق تجھ پر کھل گیا۔ اور علماء کی حالت ظاہر ہو گئی۔ تو اب تجھ لازم ہے۔ کہ مسیح موعود کے حلقہ بگوشوں میں داخل ہو جا اور زیادہ دیر نہ کر۔ کیونکہ اس کا نتیجہ اچھا نہیں۔ مبادا کل تجھے موت آجائے۔ کیونکہ اس کا کوئی وقت مقرر نہیں اس لئے انسان کو فلا تموتن الا وانتم مسلمون پر ہر وقت عمل کرنا چاہیئے۔ اور انسان مسلمان ہو نہیں سکتا۔ جب تک کہ نبی وقت کو قبول نہ کرے۔ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے اسلام کو زندہ کرنے اور مسلمانوں کو مسلمان بنانے کے لئے حضرت مرزا صاحب کو بھیجا ہے۔ اور انکی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے اسقدر نشان دکھلائے ہیں کہ کوئی صداقت شعار انسان ان کا انکار نہیں کر سکتا۔ پس سمجھدار لوگوں کو اس طرف توجہ کرنی چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے۔ کہ جب ان کے مولوی ملاں ان کو حیات مسیح کا کوئی ثبوت نہیں دے سکتے۔ تو انکی وجہ یہی ہے کہ انکے پاس کوئی ثبوت ہے ہی نہیں۔ والسلام۔

خاکسار ایک احمدی

احمدی جماعت کے صحیح عقائد

اور

گجرات - سورت اور اسکے نواح میں مسلمان کہلانیوالوں کا من گھڑت دین

یکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

اگر یاراں کنوں بر غربتِ اسلام رحم آرید
باصحابِ نبیؐ نزدِ خدا نسبت شود پیدا

نفاق و اختلافِ ناشناساں از میاں خیزد
کمالِ اتفاق و خلت و الفت شود پیدا

بجنبید از پئے کوشش کہ از درگاہِ ربانی
زبہر ناصرانِ دینِ حق نصرت شود پیدا

اگر امروز فکرِ عزتِ دیں در شما جوشد
شمارا نیز واللہ رتبت و عزت شود پیدا

اے احمدی جماعت جس کو اہالیانِ ہند "قادیانی" اور "مرزائی" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ ہوشیار ہو۔ تیرے کام کرنے کا اب وقت ہے۔ تو اپنے فرائض کو پیش نظر رکھ۔ کیونکہ تیرے ہمت دکھانے کا اب زمانہ ہے۔ سلسلہ احمدیہ کے بہادر سپاہی کمربستہ ہوں۔ اور ان کے پہلوان میدانوں میں اتریں کیونکہ اسوقت اشرار جن کو جہلاء علماء سمجھتے ہیں۔ اور اس وقت کے پیر جن کو عوام الناس ہادی اور مرشد سمجھتے ہیں۔ بوجہ اُمت محمدیہ کے افراد کی گردنوں پر حکمران ہیں اپنے نفسانی جوشوں کے ماتحت افراد امت کو ہر ایک خیر و خوبی سے محروم رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ پس یہ وقت اس امر کا متقاضی ہے کہ حقیقی اسلام کے مبلغ احمدی جماعت کے شیر ان بھیڑیوں کے ہاتھ سے عباد اللہ کو رہائی دیں۔ کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق وہ وقت نہیں آیا۔ کہ جس وقت کے علماء کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ علماءھم شر من تحت ادیم السماء۔ جب یہ وقت یقیناً آچکا ہے۔ تو احمدی بھائیو بتاؤ۔ مسلمانوں کے بچوں اور بوڑھوں اور مرد و عورت کی گردن کی آزادی کے لئے اور ان کے دین و ایمان کے بچانے کے لئے کب تمہارا رحم جوش میں آئے گا۔ سو اٹھو اور ایک ایک فرد مسلمان کہلانیوالے کو ملو۔ تا وہ گمراہی کے عمیق گڑھے سے نجات پائیں۔ اور ہدایت کی بلند چوٹی پر کھڑے ہوں۔

ہمارے مخالفین کی بزدلی

اس مضمون کے لکھنے کا باعث ایک اشتہار ہے۔ جو کہ علی اکبر قادری نقشبندی۔ ساکن قصبہ راندیر ضلع سورت کی طرف سے شائع کیا گیا ہے۔ جسمیں وہ طالبانِ حق اور حق پسند گروہ کو حق کی تلاش سے سخت ممانعت کرتا ہے۔ اور ہر ایک قسم کے علم اور واقفی سے انہیں محروم کرنا چاہتا ہے۔ چنانچہ اس کے الفاظ احمدی جماعت کے پیش کردہ حقائق سے امت محمدیہ کو محروم رکھنے کے لئے حسب ذیل ہیں:۔

"یہ لوگ ہرگز مسلمان نہیں ہیں .... یہ لوگ مرتد ہیں۔ انہیں اپنی مسجدوں اور مجمعوں میں شریک نہ ہونے دیں۔ اور اون کی مجلسوں میں اہل اسلام شریک نہ ہوں۔ جس طرح یہود و نصاریٰ ۔ پارسی اور ہندوؤں سے اہل اسلام مذہباً علیحدہ رہتے ہیں۔ اس سے بڑھکر ان قادیانیوں سے اور مرزائیوں سے دُور رہیں۔ کیونکہ ہر فرد ان کا اسی کوشش میں رہتا ہے۔ کہ کسی مسلمان کو وہ قادیانی بنائے۔ چونکہ باطل عقیدے یہ قادیانی جماعت اپنے لیکچروں۔ وعظوں۔ رسالوں۔ اشتہاروں اور اخباروں اور کتابوں میں اکثر بیان کرتی ہے اس لئے جملہ اہل اسلام سے گذارش یہ ہے۔ کہ وہ ہرگز اس جماعت کی چکنی چپڑی باتوں پر فریفتہ نہ ہوں۔ اور ہرگز ان کے کسی جلسہ میں شریک نہ ہوں۔ نہ ان کا کوئی رسالہ یا کتاب پڑھیں"۔

کیا ان الفاظ کو پڑھ کر کوئی ہوشمند یہ وہم بھی کر سکتا ہے؟ کہ اس مشتہر کو حق طلبی اور حق جوئی مدنظر ہے۔ ہرگز نہیں۔ ان الفاظ سے جو کہ اوپر لکھے گئے ہیں۔ بڑھکر نہایت نفرت انگیز الفاظ علماء دیوبند اور علماء بریلی اور کانپور کی طرف سے ہمارے متعلق شائع کئے گئے ہیں۔ لیکن جسقدر یہ لوگ زوردار الفاظ میں مخلوق الٰہی کو حق سے روکتے ہیں۔ اسی قدر حق پسندوں کو یقین ہو رہا ہے۔ کہ یہ لوگ علماء یہود سے ایک قدم بھی پیچھے نہیں رہے۔ کیونکہ اگر یہ لوگ بزدل نہ ہوتے۔ اور اپنی بزدلی کے باعث اپنے پیرؤوں کی کمر نہ توڑنیوالے ہوتے تو اپنے پیرؤوں کو یہ ہدایت کرتے۔ کہ احمدیوں یا قادیانیوں سے ضرور ملو۔ تمہیں علماً معلوم ہو جاویگا۔ کہ وہ اسلام سے دُور ہیں۔ تم ان کے رسائل اور کتابوں کو ضرور پڑھو تمہیں دیکھتے ہی معلوم ہو جاویگا۔ کہ وہ اسلام کے دشمن ہیں۔ لیکن یہ علماء خود بزدل ہیں۔ اور وہ دوسروں کو بزدلی سکھلاتے ہیں۔ ان کے دل جلتے ہیں کہ احمدی جماعت اپنے متقی ہونے کے باعث ہر سعید روح کو اپنی طرف ضرور ہی کھینچ لیگی۔ اور سچا مومن بلکہ ان کی بڑبڑ کی کچھ پرواہ نہ کریگا سچ تو یہ ہے۔ کہ اگر یہ بزدل علماء ایسے اشتہاروں سے لوگوں کو نہ روکتے۔ تو لوگ بیدار ہی نہ ہوتے اور قرآن کریم کی صداقت جس آب و تاب سے اب ظاہر ہوتی ہے۔ اس کا عشر عشیر بھی نہ ہوتی ✱

انصاف پسند اصحاب کا فرض

اللہ تعالےٰ نے اپنے کلام پاک میں فرمایا ہے۔ یا ایھا الذین اٰمنوا ان کثیرا من الاحبار والرھبان لیاکلون اموال الناس بالباطل و یصدون عن سبیل اللہ ۔ سورہ توبہ رکوع ۵

اے ایماندارو! ہوشیار ہو کے سنو۔ کہ یقیناً بہت سے علماء اور درویش لوگوں کا مال جھوٹ کے ساتھ کھاتے ہیں اور خدا کی راہ سے روکتے ہیں"۔ اے انصاف پسند لوگو اس آیہ کریمہ پر غور کرو۔ کہ تمہارا خداوند غیب کا جاننے والا۔ خدا جب یہ گواہی دے رہا ہو۔ کہ بہت سے علماء اور درویش جھوٹے لوگوں کا مال کھاتے اور خدا کی راہ سے روکتے ہیں۔ تو اس حال میں اپنے ایمانیات میں جن پر کہ تمہاری اخروی نجات کا دارومدار ہے ان علماء پر بھروسہ کیونکر کرو گے؟ کیا تم نہیں جانتے۔ کہ اسلام کا سورج تیرہ سو سال سے نہایت آب و تاب کے ساتھ نصف النہار پر چمک رہا ہے۔ پھر نصاریٰ اور یہود اور ہندوستان کے ہنود اس کے دیکھنے سے کیوں اندھے ہیں۔ اور اس کی تصدیق میں زبان کیوں نہیں کھولتے؟ خدا تعالیٰ سے صمٌ بکمٌ عمیٌ

کا تائیسٹں اپنے اوپر کیوں لے رہے ہیں؟ ان ساری باتوں کا باعث کیا صرف یہی ایک نہیں کہ انھوں نے اُمور مذہبیہ میں اپنے پادریوں اور پنڈتوں پر بھروسہ کیا۔ اور اس راہ میں جس پر چلنے سے ان کو ابدی نجات حاصل ہو۔ اپنے عقل و فکر سے کام نہیں لیا۔ سوائے اُمت محمدیہ کے لوگو! کیا تم بھی اس مسیح موعود کے وقت میں جو چودہویں صدی میں بدر کی طرح اپنی شان میں ظاہر ہوا ہے۔ یہود اور نصاریٰ اور ہنود کی چال اختیار کروگے۔ ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہیئے۔ ان علماء نے انبیاء گذشتہ کے مخالفین کی طرح مسیح موعود سے روکنے کے لئے بہت سی دروغ بافیاں کی ہیں۔ اور اپنے فریب کو نہایت مضبوط کرنے کے لئے اپنی من گھڑت باتوں کو حضرت مرزا صاحب کی طرف اور ان کی جماعت کی طرف منسوب کیا ہے سو ہم عوام کو غلطی سے نکالنے کے لئے اور ان کی افتراء پردازیوں کے پہاڑوں کو پاش پاش کرنے کے لئے یہ اشتہار دیتے ہیں۔ جس میں کہ ہم اپنے صحیح عقائد جو کہ عقل اور نقل سے ثابت ہیں۔ ان کو لکھتے ہیں اور اس کے ساتھ تمام بنائے مسلمانوں کے وہ عقائد جو درحقیقت ان کے موجودہ مذہب کا نچوڑ ہیں۔ اور جن کے باعث سے یہ ہماری مخالفت کرتے ہیں بھی پیش کرتے ہیں۔ اور ہر ایک پڑھنے والے سے اہبات کی درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ ان علماء کی مسجدوں میں پہنچیں۔ اور ان کے مدارس میں جائیں اور ان علماء سے ان کے عقائد کا یا تو ثبوت طلب کریں یا اون سے توبہ نامے شائع کرائیں۔ اگر وہ دونوں باتوں کے لئے تیار نہوں۔ تو ان سے علی الاعلان بیزاری ظاہر کریں اور راہ حق اختیار کریں۔ اور کسی ملامت کنندہ کی ملامت کی پروا نہ کریں *

مرکز سلسلہ سے تعلق رکھنے والی جماعت احمدیہ کے عقائد۔

ہمارا ایمان ہے کہ جہان کا پیدا کرنیوالا تمام صفات کاملہ سے موصوف اور تمام نقائص سے پاک اللہ ہے جس کے سوائے کوئی معبود نہیں۔ اور ملائکہ اور پیغمبر اور کتابیں۔ قیامت۔ جنت۔ دوزخ۔ حشر۔ نشر۔ صراط۔ تقدیر برحق ہیں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں سے افضل اور خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ بجز اس کے جو آپ کی شریعت کا خادم ہو۔ اور آپ کے فیضان سے تربیت یافتہ ہو۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحب بانی سلسلہ احمدیت کی حسب ذیل عبارات سے یہ عقائد ثابت ہیں:۔

"ایک قادر اور قیوم اور خالق الکل خدا ہے جو اپنی صفات میں ازلی ابدی اور غیر متغیر ہے نہ وہ کسی کا بیٹا نہ کوئی اس کا بیٹا وہ دُکھ اٹھانے اور صلیب پر چڑھنے سے پاک ہے ...... یہ خدا ہے۔ جو ہمارے سلسلہ کی شرط ہے اسپر ایمان لاؤ۔" (کشتی نوح صلا)

(۲) "اے سُننے والو! سُنو! ہمارا خدا وہ خدا ہے۔ جو اب بھی زندہ ہے۔ جیسا کہ پہلے زندہ تھا۔ اور وہ اب بھی بولتا ہے۔ جیسا کہ وہ پہلے بولتا تھا۔ اور اب بھی وہ سُنتا ہے۔ جیسا کہ پہلے سُنتا تھا۔ یہ خیال خام ہے کہ اس زمانہ میں وہ سنتا تو ہے۔ مگر بولتا نہیں۔ بلکہ ...... وہ سُنتا ہے اور بولتا بھی ہے۔ اس کی تمام صفات ازلی ابدی ہیں۔ کوئی صفت بھی معطل نہیں ہوئی اور نہ کبھی ہوگی ...... وہ واحد ہے اپنی ذات میں اور صفات میں اور افعال میں اور قدرتوں میں۔" (رسالہ الوصیت صفحہ ۹)

(۳) واحد ہے لاشریک ہے اور لازوال ہے
سب موت کا شکار ہیں۔ اُس کو فنا نہیں
(دُرِّثمین اُردو صلا ۱۲۶ مطبوعہ اگست ۱۹۱۰ء)

(ا) حمد و ثنا اُسی کو جو ذات جاودانی
ہمسر نہیں ہے اُس کا کوئی نہ کوئی ثانی
باقی وہی ہمیشہ غیر اس کے سب ہیں فانی
غیروں سے دل لگانا جھوٹی ہے سب کہانی
سب غیر ہیں وہی ہے اک دل کا یار جانی
دل میں مرے یہی ہے سبحان من یرانی
(ب) ہے پاک پاک قدرت عظمت ہے اسکی عظمت
لرزاں ہیں اہل قربت کروبیوں پہ ہیبت
ہے عام اس کی رحمت کیونکر ہو شکر نعمت
ہم سب ہیں اس کی صنعت اس سے کرو محبت
غیروں سے کرنا اُلفت کب چاہے اس کی غیرت
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
(دُرِّثمین اُردو)

(۴) "اس عاجز نے سنا ہے کہ اس شہر (دہلی) کے بعض اکابر علماء میری نسبت یہ الزام مشہور کرتے ہیں کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ملائک کا منکر۔ بہشت دوزخ کا انکاری۔ اور ایسا ہی وجود جبرئیل اور لیلۃ القدر اور معجزات اور معراج نبوی سے بکلی منکر ہے۔ لہٰذا میں اظہاراً للحق عام و خاص اور تمام بزرگوں کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ یہ الزام سراسر افتراء ہے میں نبوت کا مدعی ہوں۔ اور نہ معجزات اور ملائک اور لیلۃ القدر وغیرہ سے منکر۔ بلکہ میں ان تمام امور کا قائل ہوں۔ جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں۔ اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے۔ ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن اور حدیث کی رُو سے مسلم الثبوت ہیں۔ اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے* مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی** رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی۔ اور جناب رسول اللہ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی *

اٰمنت باللہ و ملٰئکتہٖ و کتبہٖ و رسلہٖ والبعث بعد الموت۔ و اٰمنت بکتاب اللہ العظیم القراٰن الکریم واتبعت افضل رسل اللہ و خاتم الانبیاء اللہ محمدن المصطفٰے وانا من المسلمین واشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ و

---

* دوسرے مدعی سے مراد وہ ہے۔ جو صاحب شریعت ہونے کا دعویٰ کرے۔ اور آنحضرت صلعم کی غلامی سے باہر جائے اور آنحضرت صلعم کا ظل اور بروز نہ ہو۔ کیونکہ ظلی نبی تو اپنے اصل کے ساتھ ہے۔ دوسرا نہیں *

** وحی رسالت سے مراد۔ وحی رسالت مستقلہ ہے جو کہ صاحب شریعت سے تعلق رکھتی ہے۔ نہ وحی رسالت ظلیہ۔ کیونکہ رسالت ظلیہ رسالت محمدیہ سے جدا نہیں۔

* * *

اشهد ان محمداً عبده و رسوله - رب احینی مسلماً وتوفنی مسلماً وحشرنی فی عبادک المسلمین وانت تعلم ما فی نفسی ولا یعلم غیرک وانت خیر الشاھدین ٭

اس میری تحریر پر ہر ایک شخص گواہ رہے اور خداوند علیم وسمیع اول الشاہدین ہے - کہ میں ان تمام عقائد کو مانتا ہوں - جن کے ماننے کے بعد ایک کافر بھی مسلمان تسلیم کیا جاتا ہے - اور جن پر ایمان لانے سے ایک غیر مذہب کا آدمی بھی معاً مسلمان کہلانے لگتا ہے - میں ان تمام امور پر ایمان رکھتا ہوں جو قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں درج ہیں "
(انتہی بلفظہ الشریف از اشتہار مورخہ ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء صفحہ ۱)

(۵) ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و مقتدا
اندریں دیں آمدہ از مادریم
ہم بریں از دار دنیا بگذریم
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
آں رسولے کش محمدؐ ہست نام
دامن پاکش بدست ما مدام
مہر او با شیر شد اندر بدن
جاں شد و با جاں بدر خواہد شدن
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
ما ازو نوشیم ہر آبے کہ ہست
زو شدہ سیراب سیرابے کہ ہست
آنچہ ما را وحی و ایمائے بود
او نہ از خود از ہماں جائے بود
ما ازو یابیم ہر نور و کمال
وصل دلدار ازل بے او محال
اقتدائے قول او در جان ماست
ہر چہ زو ثابت شود ایمان ماست
از ملائک و ز خبر ہائے معاد
ہر چہ گفت آں مرسل رب العباد
آں ہمہ از حضرت احدیت است
منکر آں مستحق لعنت است
معجزات او ہمہ حق اند و راست
منکر آں مورد لعن خدا است
معجزات انبیائے سابقین
آنچہ در قرآں بیانش بالیقیں
بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست
ہر کہ انکارے کند از اشقیا است
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

(۶) ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاک راہ احمد مختار ہیں
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے
دے چکے دل اب تن خاکی رہا
ہے یہی خواہش کہ ہو وہ بھی فدا
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوف عقاب

نام نہاد مسلمانوں کے عقائد

یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کو وحدہ لاشریک مانتے ہیں - لیکن در حقیقت یہ بھی شریک مانتے ہیں (اول) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا شریک ٹھہراتے ہیں - کیونکہ وہ انکے نزدیک خالق حقیقی مردوں کو زندہ کرنیوالا - عالم الغیب - خدا کی طرح حی یعنی غیر متغیر زندگی کے پانیوالا ہے -

(۲) دجال کو یہ شریک باری ٹھہراتے ہیں - کیونکہ اسے بھی خالق - مالک - قادر - مینہہ برسانے والا - غیب جاننے والا رزق دینے والا - مُردوں کو جلانیوالا - خدا کی طرح غیر متغیر زندگی پانیوالا - جنت و دوزخ کا مالک جانتے ہیں - گویا خدا تعالیٰ اپنی ساری قدرت اس کے سپرد کر دیگا - اور خدا ان دنوں چھٹی منائیگا - اور دجال تمام دنیا کا کاروبار کریگا - دجال وہ کچھ کریگا - جو کچھ کہ لوگوں کے سامنے آج تک خدا نے بھی نہیں کیا ٭

(۳) تیسرا شریک باری تعالیٰ دجال کا گدھا ہے - جس کو یہ مانتے ہیں - کہ وہ ایک ہے - جس کی اولاد نہیں - اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے - اس کے برابر کا کوئی اور گدھا نہیں - یہ مانتے ہیں کہ اس کے کانوں کے درمیان ستر باع یعنی ایکسو چالیس گز کا فاصلہ ہوگا - اسی نسبت سے اس کے باقی اعضاء ہونگے تو پانچ چھ میل لمبا چوڑا اونچا گدھا ہوا - ایسی کوئی گدھی نہیں - جس کے پیٹ سے یہ پیدا ہو - اور نہ کوئی ایسی گدھی ہے - کہ اس بے نظیر گدھے کے نطفہ کی متحمل ہوسکے تا اس کی نسل آگے چلے - العیاذ باللہ - انہوں نے ساری سورہ اخلاص احد صمد - لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفواً احد بجائے اللہ تعالےٰ کے خر دجال پر صادق کردی ہے - عیسائی تو تین خدا مانتے ہیں - لیکن یہ ان سے ایک قدم متجاوز ہوگئے - پھر یہ کہینگے - کہ خدا تعالیٰ اپنی صفات میں ازلی ابدی ہے غیر متغیر ہے - لیکن ان کے حال میں یہ ہے - کہ وہ پہلے زمانہ میں اپنے بندوں کے ساتھ کلام کرتا تھا - اب اس نے مہر خاموشی اپنے منہ پر لگالی ہے - پہلے وہ اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے ان میں سے ہادی چنا کرتا تھا - اب اس نے یہ احسان بندوں پر چھوڑ دیا ہے - اس نے سانپوں اور بچھوؤں کا پیدا کرنا تو نہیں چھوڑا - لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے اب وہ نبی نہیں بنا سکتا ٭

ان لوگوں کا دوسرا عقیدہ

یہ کہیں گے کہ ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سب نبیوں سے افضل مانتے ہیں - کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں ایک دفعہ تشریف لائے - اور انہوں نے دنیا کے نہایت قلیل حصہ میں تبلیغ کی - ہزاروں قسم کے مصائب اور مشکلات کا سامنا کیا - اور کچھ لوگوں کے قبول کرنے کے بعد وفات پائی لیکن حضرت عیسیٰ ایک دفعہ دنیا میں آئے - تو کثیر التعداد اُمت تیار کی - پھر سب سے بڑا فتنہ یعنی خروج دجال اسکو بھی وہی فرو کرینگے - اور وہ تمام دنیا کو اپنی زندگی میں مسلمان کرینگے -

یہ اتنا بڑا کام ہے - کہ جس کا سواں حصہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہیں ہوا - پھر یہ آنحضرت صلعم کو ختم المرسلین کہینگے - لیکن مسیح کے حواریوں کو تو رسول اور مرسل

مانینگے - لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں کسی مثیل کا آنا جائز قرار نہ دینگے - بھلا جس کے ماتحت کوئی بھی رسول نہیں - وہ سید المرسلین - تمام رسولوں کا سردار کیونکر ہوا - پھر یہ کہینگے - کہ ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں - لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عیسےٰ کا بحالت نبی ہونے کے دنیا کی اصلاح کے لیئے آنا مانتے ہیں - یہ لوگ مانتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ کے قدم بہ قدم برائی میں یہ امت چلیگی - لیکن رسول اللہ کی امت کیلئے آپ کے فیضان کے ماتحت امت کی ہدایت کے لئے کوئی چراغ نہیں جلیگا - اگر جلیگا بھی تو موسوی امت کا چراغ - حضرت عیسیٰ - جس کے نور سے تمام عالم یکدم منور ہو جاویگا - ان عقائد کے رکھتے ہوئے معلوم نہیں - کہ یہ کیوں مسلمان ہیں - اور عیسائی ہونے سے انہیں کیا چیز روک رہی ہے - سب نبیوں کو مصائب آئے - وہ اس دنیا میں بچائے گئے - کسی کو آسمان پر خدا نے زندہ نہ اٹھایا - حضرت ابراہیم آگ میں پھینکے گئے - آگ کو ٹھنڈا کر دیا گیا - ان کو آسمان پر زندہ نہ اٹھایا گیا - حضرت موسیٰ دریا میں پھینکے گئے - ان کو زندہ آسمان پر نہ اٹھایا گیا - آنحضرتؐ خونی دشمنوں سے غار ثور میں چھپائے گئے - لیکن آسمان پر زندہ نہ اٹھائے گئے - لیکن حضرت عیسیٰ ہیں - کہ جب ان کے پکڑنے کے لئے یہود نے ارادہ کیا - تو ان کو بچانے کے لیئے چوتھے آسمان سے ورے کوئی جگہ ہی نہ ملی - وہ زندہ آسمان پر اٹھا لیئے گئے - پھر خدا تعالیٰ کو نعوذ باللہ اتنے پر چین نہ آیا - ایک دوسرے شخص کو حضرت عیسیٰ کے ہمشکل بنا کر قتل کروایا - خدا تعالیٰ کی طرف کیسی فریب بازیاں منسوب کرتے ہیں - اگر حضرت عیسیٰ کو بچانا مقصود تھا - تو وہ جب ان کے خیال میں چوتھے آسمان پر پہنچائے گئے - تو غیر شخص کو ان کی بجائے ان کا ہمشکل کیوں بنایا؟ یہودی تو یہی کہیں گے - کہ ہم نے مسیح کو مارا - کیونکہ شکل مسیح کی تھی - انسان شکل ہی سے پہچانا جاتا ہے - اگر یہ کہو کہ اس کو سزا دینی مقصود تھی - تو سزا دینے کے لیئے خدا نے اپنے پیارے نبی مسیح کی شکل اسے کیوں دی؟ کیوں نہ اسے سؤر یا بندر یا کتا بنا دیا - تا کہ لوگ بھی عبرت پکڑتے - ان کے ایسے خیالات پڑھنے اور سننے سے دل میں درد اٹھتا ہے - اور آنکھوں میں آنسو آتے ہیں کہ کیا یہ امت محمدیہ ہے - یہ ان کی توحید ہے - تعالیٰ اللہ عما یقول الظالمون علواً کبیراً -

سوائے طالبان حق تمہارے لیئے ہدایت کا سورج چڑھا - خدا تعالیٰ نے ان ظالم مولویوں اور پیروں سے تمہاری نجات کا ارادہ کیا ہے - تم اسوقت کو غنیمت سمجھو - اور اپنی نجات اور بہبودی کی فکر کرو - اپنے زمانہ کے امام کو پہچانو - ایسا نہ ہو کہ جاہلیت کی موت تم پر آئے - اور ایسے وقت میں تمہیں بیداری ہو - کہ سوائے کف افسوس ملنے کے تمہیں کچھ ہاتھ نہ آئے - اے احمدی جماعت کے پاک ممبران! تم ان کے علماء اور جہلاء ہر طبقے کے لوگوں سے ملو - اور ان کے زن و مرد کو راہ ہدایت بتاؤ - تم خدا تعالیٰ کے فضل سے ان کے علماء کی طرح بزدل نہیں ہو - جیسے وہ اپنی جماعت کو اہل حق کے قریب جانے سے روکتے ہیں - ویسے تم اہل باطل کو حق پہنچانے کے لیئے اور ان کے سوتوں کو بیدار کرنے کے لئے کہیں اپنے آپ کو روک نہ لینا تمہارے ہاتھ میں حق ہے - انجام کار غالب آؤ گے اور خدا تعالےٰ کے اس وعدہ کا پھل کھاؤ گے :-

انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا

کہ ہم اپنے رسولوں کی اور مومنوں کی اسی دنیا میں مدد کرتے ہیں ؎

جہاں پہ کل تھے وہیں آج رک رہنا کہیں
قدم بڑھاؤ کہ ہے انتقال میں برکت

المجیب

حافظ روشن علی نائب ناظر دفتر تالیف قادیان دارالامان

"تاریخ مرزا" پر سرسری ریویو

مولوی ثناء اللہ امرتسری المشہور "چودھویں صدی کا یہودی" نے ۴۴ صفحات پر یہ کتاب شائع کی ہے اس کے سبب تالیف کی نسبت مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ "بعض دور اندیش احباب نے ایک روز بر سبیل تذکرہ فرمایا - کہ یہ جتنا کچھ آج تک لکھا گیا ہے - مسائل مرزا پر لکھا گیا - جو کافی ہے - اسوقت تو بہت سے لوگ مرزا صاحب کی شخصیت کو جاننے والے خاص کر پنجاب میں موجود ہیں - لیکن ہے - کچھ مدت بعد ان کی شخصیت کی تلاش ہو - نہ ملنے پر ان کی تصنیفات اپنا اثر کر جائیں - اس لیئے کوئی کتاب بطور سوانح لکھی جاوے تو موجودہ اور آئندہ نسلوں کو بہت مفید ہو"

(دیباچہ تاریخ مرزا صفحہ ۱ و ۲)

ہم مولوی صاحب سے پوچھتے ہیں - کہ مسیح ناصری کے ہمعصر معاندین یہود نے جو تاریخیں مسیح ناصری کی لکھی ہیں - ان کا اثر مسیح ناصری کے سلسلہ پر کیا ہوا - یہی کہ ان کی کتب کے مصنفین جہنم واصل ہو گئے - کتب کو کوئی پوچھتا تک نہیں - مگر مسیح کا سلسلہ بڑھا پھولا پھلا -

پھر اس کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین کی تحریرات کا اسلام پر کیا اثر ہوا -

شاید آپ کو معلوم ہو کہ جوزیفس (یا یوسیفس) ایک یہودی معتبر و مستند مورخ گذرا ہے - وہ قریباً مسیح کا ہمعصر تھا - مگر اس نے شاید کس وجہ سے (یقیناً عناد سے) حضرت مسیح ناصری اور آپ کے سلسلہ کا تذکرہ اپنی تصنیف میں نہیں کیا - بتایئے اس کے اس عناد کا مسیح ناصری اور آپ کے سلسلہ پر کیا اثر ہوا ؟

آپ خوب جانتے ہیں کہ باوجود صدہا مخالفین و معاندین کے انبیاء علیہم الصلوٰۃ کے سلسلے برابر ترقی کرتے ہیں - مخالفین کی تقریریں اور تحریریں ان کے سلسلوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں آپ کو معلوم ہو کہ جس طرح آج اس زمانہ تک باوجود آپ اور آپ کی ذریت کی صدہا مخالفانہ و معاندانہ کوششوں کے سلسلہ عالیہ احمدیہ روز بروز ترقی پر ہے - اسی طرح ہمیشہ ترقی کرتا رہیگا اور آپ کی منجملہ دیگر تصنیفات کے اس تصنیف "تاریخ مرزا" کی نسبت آئندہ اور موجودہ سلسلہ عالیہ کے افراد وہی گمان رکھینگے اور رکھتے ہیں - جو آپ یہود و نصاریٰ کی ایسی تصنیفات کی نسبت رکھتے ہیں - جن کی فروخت کا اشتہار آپ بیسیوں ملک کے اخبارات میں پڑھتے ہیں کہ "لائف آف محمد" سستی قیمت پر خرید فرماویں - پس آپ کی تصنیفات آپ کو شکست سے بچا نہیں سکینگی - اس کا علاج تو سعدی نے خوب ہی بتلایا ہے ؎

وصیت کرنیوالوں کیلئے

حضرت مسیح موعود کا ارشاد

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ الوصیت میں فرمایا ہے۔ کہ دنیا کے دیگر قبرستانوں میں بھی بہشتی لوگ ہونگے اور اگرچہ مقبرہ بہشتی کی زمین کسی کو بہشتی نہیں کر دیگی۔ لیکن خدا تعالےٰ کے کلام کا یہ مطلب ہے۔ کہ صرف بہشتی ہی اس میں دفن کیا جائیگا۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کا ارادہ ہے۔ کہ ایسے کامل الایمان ایک ہی جگہ دفن ہوں تا آیندہ کی نسلیں ایک ہی جگہ ان کو دیکھ کر اپنا ایمان تازہ کریں۔ اور تا ان کے کارنامے یعنی جو خدا تعالےٰ کے لیئے انہوں نے دین کے کام کئے۔ ہمیشہ کے لئے قوم پر ظاہر ہوں۔ حضرت مسیح موعود کی اس پاک تحریر کو پڑھ کر ہر ایک احمدی کی یہ کوشش ہونی چاہیئے۔ کہ کیا بلحاظ اعمال صالحہ بجالانے کے اور کیا بلحاظ اپنے مال حضرت مسیح موعود کے ارشاد کے مطابق وصیت کرکے خدا کے رستہ میں خرچ کرنے کے مقبرہ بہشتی میں اپنے تئیں دفن کئے جانے کی سعی کریں کیونکہ اس سے ایک تو یہ بات یقین تک پہونچ جاتی ہے کہ دفن شدہ بہشتی ہے۔ دوئم۔ کامل الایمان لوگوں میں دفن ہوکر دوسروں کے ایمان کی تازگی کا موجب ہو گا۔ پس یہ امر کامل اخلاص سے وصیت کرنے پر اور خدا کے فضل ورحم کے ساتھ حاصل ہو سکتا ہے ؂

اس کے بعد میں موصیوں اور ان کے ورثاء کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ ورثاء موصی کی وصیت کے مطابق اور اس کے اخلاص کو مد نظر رکھتے ہوئے نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہونچانے کی کوشش کریں۔ اور اگر اسوقت کسی مجبوری کے باعث نعش یہاں نہ آسکتی ہو۔ تو پھر صندوق میں بند کرکے امانتاً دفن کرنی چاہیئے۔ اور دفن کرتے وقت کچھ گواہ بنا لینے چاہئیں۔ بعد اس کے کسی میڈیکل افسر یا مجسٹریٹ علاقہ کی اجازت سے صندوق اکھاڑ کر یہاں پہونچانا چاہیئے۔ اور بلا صندوق نعش ایسی مجبوری کی صورت میں دفن کرنی چاہیئے۔ جب کسی وقت نعش یہاں نہ آسکتی ہو۔ لیکن بعض مثالیں ایسی پائی جاتی ہیں کہ وارث لاپرواہی کرکے بلا صندوق نعش دفن کر دیتے ہیں۔ اور وہ یہاں نہیں لائی جاسکتی۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بارہ میں ارشاد فرمایا ہے۔ کہ:-

"ہر ایک صاحب جو کسی دوسری جگہ میں ہوں۔ جو قادیان سے دور اس ملک کے کسی اور حصہ میں ہوں۔ اور وہ ان شرائط کے پابند ہوں۔ جو درج ہو چکی ہیں۔ تو ان کے وارثوں کو چاہیئے۔ کہ ان کی موت کے بعد ایک صندوق میں ان کی میت رکھ کر قادیان میں پہونچا دیں۔ یا بطور امانت صندوق میں رکھ کر اپنی جگہ دفن کئے جاویں۔ اور پھر قادیان میں ان کی میت لائی جاوے لیکن وہ صاحب جو بغیر صندوق کے دفن کئے جاویں ان کا قبر میں سے نکالنا مناسب نہ ہو گا۔"

ایسا ہی آپ ضمیمہ رسالہ الوصیت شرط نمبر ۵ میں فرماتے ہیں کہ:-

"ہر ایک میت جو قادیان کی زمین میں فوت نہیں ہوئی۔ ان کو بجز صندوق قادیان میں لانا ناجائز ہوگا۔"

لہذا احباب کی آگاہی کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات شائع کئے جاتے ہیں کہ ان پر عمل درآمد کیا جاوے ؂

سید محمد اسحٰق۔ افسر مقبرہ بہشتی قادیان دارالامان

ممالکِ غیر کی خبریں

سابق قیصر پر مقدمہ (لنڈن ۲۵- نومبر) اخبار "ڈیلی میل" رقمطراز ہے کہ امید کی جاتی ہے کہ صلحنامہ کی تصدیق ہونے پر ہالینڈ سابق قیصر کو حوالہ کرنے پر رضامند ہو جائیگا۔ اور سال آئندہ کے شروع میں لنڈن میں مقدمہ چلایا جائیگا ؎

جرمنی اور صلحنامہ (پیرس ۲۵- نومبر) سپریم کونسل کے ایک جلاس میں ایک نوٹ منجانب قائم مقام جرمن صدر پڑھا گیا۔ اس میں یہ التجا تھی کہ سلسلہ گفت و شنید کو ملتوی کیا جائے۔ جب تک جرمن گورنمنٹ سے انہیں ہدایات موصول نہ ہوں۔ کہ اتحادیوں کی تجاویز متعلق انتظام علاقہ مقبوضہ پر اس کی کیا رائے ہے۔ فرانسیسی حلقوں میں خیال کیا گیا ہے۔ کہ یہ چال اضلاع متحدہ کے اندرونی واقعات پر مبنی ہے ؎

یونانی شاہ پسندوں کی سازش (ایتھنز ۲۵- نومبر) یونان کے سابق بادشاہ قسطنطین کے ریٹائرڈ افسروں کی ایک سازش جس کا مقصد ایم وینزیلوس کا قتل اور موجودہ گورنمنٹ کی تباہی تھا منکشف ہوئی ہے۔ بہت سی گرفتاریاں عمل میں آئی ہیں۔ اور بڑے غور سے تحقیقات جاری ہے۔ مجرموں نے اقبال کیا ہے اور عنقریب ہی ان کا کورٹ مارشل ہوگا۔

پرنس آف ویلز اور امریکہ (واشنگٹن ۲۵- نومبر) حضور پرنس آف ویلز کو امریکن گورنمنٹ کی طرف سے جو الوداعی پیغام مسٹر لیسنگ نے دیا ہے۔ اس کا جواب حضور نے یہ دیا ہے "آپ کے پیغام نے جو امریکن گورنمنٹ کی جانب سے ہے۔ مجھے بہت متاثر کیا ہے یہ دورہ ایک دل خوش کن تجربہ ہے۔ جو مجھے کبھی فراموش نہ ہوگا امریکن گورنمنٹ اور قوم نے جس فیاضانہ طور سے میری مہمان نوازی کی ہے۔ اس کا پورا شکریہ ادا کرنے سے میں قاصر ہوں۔ میں اس ملک کے اہلیان کو ہمیشہ اپنا دوست سمجھوں گا۔ اور یہاں پھر آنے کا منتظر رہوں گا"

امن یا جنگ (لنڈن ۲۵ نومبر) مسٹر چرچل نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ دنیا کی حالت سے یہ ظاہر نہیں ہوتا۔ کہ یہ دائمی امن کی حالت ہے۔ بلکہ صرف یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ لوگ تھک گئے ہیں ؎

(برلن ۲۵- نومبر) ہر ایبرٹ نے ایک تقریر کے دوران میں کہا۔ کہ مستقبل میں جنگ کو انسانیت کے خلاف بدترین جرم قرار دیا جائیگا۔ تشدد اور سختی کی جگہ آزادی اور حقوق کو ملنی چاہیئے ؎

آئرلینڈ کی حالت (لنڈن ۲۴- نومبر) آئرلینڈ کے مختلف حصوں سے فساد کی خبریں آرہی ہیں۔ کلیر کے ڈپٹی لفٹننٹ کے مکان پر مسلح لوگوں نے حملہ کیا۔ اور مالک مکان کو گرا کر بہت سا سامان حرب اور بارود لے گئے۔ ایک اور مقام پر مسلح مجمع نے ڈبلن میل کو روکنے کی کوشش کی۔ معمولی سی کشمکش کے بعد حملہ آور تاریکی میں غائب ہوگئے۔ آئرش جیل بورڈ نے اعلان کیا ہے۔ کہ کسی حالت میں بھی بھوک کی ہڑتال کرنے والوں کو رہائی نہ دی جائیگی ؎

ہندوستان کی خبریں

یادگار فتح حضور وائسرائے نے مدراس میں فتح کی یادگار میں ایک ہال کی بنیاد رکھی ؎

سر اوڈوائر ہندوستان میں سر اوڈوائر سابق لفٹننٹ گورنر پنجاب ولایت سے بمبئی پہنچکر گورنمنٹ ہاؤس میں فروکش ہوئے ہیں۔ ان کی آمد فوجی کمیٹی کے متعلق ہے۔ جس کے سر موصوف ہندوستان میں بجائے لارڈ فشر کے پریزیڈنٹ ہیں ؎

زنانہ دستکاریوں کی نمائش لیڈی چیمسفورڈ نے ۲۰- نومبر کو سینٹ ہال مدراس میں لیڈیز ڈینٹل مینوں کے ایک بارونق جلسہ میں جنوبی ہند کی عورتوں کے کام کی نمائش کا افتتاح کیا ؎

محسودی اور گورنمنٹ ہند کے شرائط سرحد سے خبر پہنچی ہے۔ کہ محسودی ہوائی بم اندازی کے اثر کو تیزی سے محسوس کر رہے ہیں۔ اور انہوں نے میجر جنرل سکین سے درخواست کی ہے۔ کہ وہ ان کے بزرگوں سے ملاقات کریں۔ محسودی برٹش شرائط کی قبولیت پر مائل نظر آتے ہیں۔ یہ دیکھنا باقی ہے۔ کہ آیا ان کی یہ خواہش سچی ہے یا کیا ؟

ہندوستان کے ڈیلیگیٹ معلوم ہوا ہے۔ کہ سر جیمس رابرٹسن کے ساتھ مسٹر بی۔ ایل کاربٹ انڈین سول سروس ڈپٹی سکرٹری تجارت و صنعت گورنمنٹ ہند بھی جنوبی افریقہ جائینگے۔ اور مسٹر ایچ اے۔ ایف لنڈسی۔ ایس ان کے قائم مقام ہونگے ؎

ناگپور میں پلیگ ناگپور میں پلیگ نمودار ہونے سے شہر کا ایک حصہ خالی کر دیا گیا ہے۔ اور باشندے کیمپوں میں اقامت گزین ہوئے ہیں۔ جو بہت بڑے رقبہ میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اندیشہ ہے۔ کہ پلیگ کو طوالت ہوگی۔ اور یہ ضلع کے اندر نشو و نما پاتا رہیگا۔ خالی شدہ رقبہ جات اور کیمپوں کی حفاظت کی غرض سے چیف کمشنر نے باقاعدہ پولیس کی اعانت کے لئے زائد پولیس کا تقرر منظور کیا ہے۔

مرغیوں کی نمائش مرغیوں کی آل انڈیا نمائش ۱۲ و ۱۳ دسمبر کو لکھنؤ میں ہوگی لفٹنٹ گورنر ممالک متحدہ نمائش کے سرگرم مربی ہیں۔ ہندوستان کے ہر حصے سے نمائش کو کامیاب بنانے کی توقع کی جاتی ہے ؎

تصادم ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ الہ آباد تار دیتے ہیں کہ ادنگ اور کاریگوان کے مابین لائٹ انجن اور مال گاڑی کے پچھلے حصے کے باہم ٹکرانے سے بڑی لائن چند گھنٹے رکی رہی۔ لائٹ انجن کا فائرمین زخمی ہوا۔

غدارانہ پرچہ کی ضبطی قانون اخبارات کے مطابق لفٹنٹ گورنر پنجاب نے ہندوستان کی ٹریجیڈی نامی پرچہ کو قابل ضبطی قرار دیا ہے ؎

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا)